ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.2 2021

# ساختیاتی تنقید کے نظری پہلو

# THEORATICAL ASPECTS OF STRUCTURAL CRITICISM

**محمد عمیر آصف**

ایم فل ریسرچ اسکالر، یونیورسٹی آف سرگودھا

**ڈاکٹر محمد شفیق آصف**

صدر شعبہ اردو وانچارج ڈین فیکلٹی آف سوشل سائینسز اینڈ ہیومینیٹیز

یونیورسٹی آف میانوالی

Abstract:

*Structuralism is a prominent critical theory and it focuses on how human behaviour is determined by cultural, social and psychological structures. Structuralism is a philosophy and method that developed from insights in the field of linguistics in the mid-20th Century to study the underlying patterns of social life. In Urdu criticism the structuralist mode of inquiry sought not simply to identify structures or relationships per se, but rather to look behind or beneath the visible and conscious designs (beliefs, ideas, behaviors) of active human subjects (surface manifestations. It also discusses a literary text as a social product, role of author and reader.*

ساختیات کا مکتب اردو کے تنقیدی دبستانوں میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ ساختیاتی تنقید کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستانی جامعات نے اسے اعلیٰ سطح کے تعلیمی نصاب کا حصہ بنالیا ہے نیز معروف دانشور اور ناقدین ساختیاتی تنقید کے کامیاب عملی نمونے پیش کر چکے ہیں۔ تنقیدی نکتہ نظر سے ساختیات جس زاویہ نگاہ کا انتخاب کرتی ہے وہ ادب کا سائنٹیفک تجزیہ ہے۔ ساختیاتی تنقید متن کو اساس قرار دیتے ہوئے معانی کا جہان دریافت کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ متن کی ساخت جو کہ ثقافتی ضوابط اور رسمیات کا عکس ہوتی ہے اپنے اندر معنی کا سرچشمہ لیے ہوئے ہوتے ہے۔ ان تمام ممکنہ مفاہیم سے مکمل آگاہی ہی ساختیاتی تنقید کا اہم وظیفہ ہے۔ ان ممکنہ مفاہیم سے ساختیاتی نقاد متن کی تشریح کی بجائے معانی پیدا کرنے والے نظام تک رسائی پیدا کرتا ہے۔ معانی اور تفاعل کی اس تفتیش میں ادب کی قدر کا تعین بھی ہو جاتا ہے اور ساتھ ساتھ سماجی معلومات کی دریافت و بازیافت کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔ ساختیات اور ساختیاتی تنقید کے فرق کے بارے میں ڈاکٹر ناصر عباس نیر لکھتے ہیں:

” ساختیات اور ساختیاتی تنقید دو مترادف اصطلاحیں نہیں ہیں۔ ساختیاتی تنقید ایک تنقیدی نظریہ ہے، کسی بھی دوسرے مثلاً مارکسی، یا نفسیاتی تنقیدی نظریے کی طرح، جس کا مخصوص تعقلاتی فریم ورک ہے اور جو ادب کے تخلیقی عمل، ادب کے ثقافتی رشتوں اور ادب کی تفہیم میں قاری کی شرکت سے متعلق خاص تصورات رکھتا ہے۔“(1)

عقلی استدلال کا بہترین استعمال جو کہ تنقید کا خاصہ ہے ساختیاتی طریقہ کار میں بھی بنیادی رویہ ہے دیگر تنقیدی دبستاتوں سے مماثل اور برعکس دونوں اعتبار سے ساختیاتی رویے ادب پارے کی تخلیق میں استعمال ہونے والے مواد، بعد از تخلیقی عمل اس کی افادیت اور قاری و مصنف کے کردار کے بارے میں تنقیدی سوالات اٹھاتا ہے مگر ساختیاتی تنقید جس وصف کی بناء پر دوسرے مکاتب سے مختلف ہے وہ یہ ہے کہ اس میں متن کی شرح نہیں کی جاتی بلکہ اس پراسیس تک پہنچا جاتا ہے جو ادبی متن کی تشکیل کرتا ہے۔ ساختیات کا باقاعدہ آغاز سوسیئر کی ساختیاتی لسانیات سے ہوا اور اس طریقۂ کار کے فروغ میں خود سوسیئر اور اس کے شاگردوں اور مقلدوں کے فروغ نے اہم کردار ادا کیا۔ ساختیاتی تنقید کی عمارت بھی جن بنیادوں پر استوار ہے وہ ساختیاتی لسانی ماڈل اور اس کے بنیادی فلسفیانہ مضمرات ہیں جو کہ بارتھ، اسٹراس اور دریدا وغیرہ نے پیش کیے تھے
۔

ڈاکٹر ناصر عباس نیر اس بارے میں لکھتے ہیں:

”ساختیاتی تنقید کے اصولوں، طریقۂ کار، تصورات اور دیگر تنقیدی نظریوں سے اس کے مابہ الامتیاز کو تب ہی سمجھا جا سکتا ہے، جب ساختیات کا علم ہو“(2)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.2 2021

گویا ساختیاتی تنقید کے نظریات کے عملی اطلاق سے قبل اس کے عمومی تصور سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ ساختیات اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ زبان جس کا ہم عام استعمال کرتے ہیں دراصل تاریخ، سماج، اور ثقافت کے علم سے مالا مال ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ایسی دیدہ بینا ہو جو لفظ کے بطن میں نہاں جہان معنی کو دیکھ سکے۔ زبان کے انہی فقروں کی ساخت (لسانی ڈھانچے) میں عام عقل انسانی کا ذخیرہ موجود ہوتا ہے مگر مطلوبہ و متعلقہ تنقیدی نظریہ نہ ہونے کے باعث اس سرچشمہ کی فکری شناخت نہیں ہوپاتی۔ ساختیاتی تنقید یہی تو کرتی ہے کہ متن میں موجود معانی کے ذخیروں کو منظم کر کے اصل نظام تک پہنچے۔

ناصر عباس نیر کہتے ہیں:

"ساختیاتی تنقید، ساختیات یا سوسیئر کے یک زمانی، کلیت پسندانہ، افسادی جوڑوں پر مبنی، نشانات کے نظام اور نشان کے دال اور مدلول میں منقسم ہونے سے عبارت لسانی ماڈل پر مبنی ہے، گویا ساختیاتی تنقید کا سرچشمہ سوسیئر کی لسانیات ہے۔" (3)

لسانیات جو کہ اپنے اصول علم نشانیات سے حاصل ہوتی ہے اور ساختیات کے فکری رویے کو جنم دیتی ہے، ادب کے نقد و شرح میں بھی اپنا حصہ ڈالتی ہے۔ لسانیات کو بطور ادبی تنقید پریکٹس میں لاتے ہوئے زبان اور ادب کا آپس میں رشتہ وضاحت طلب کرتا ہے۔ لسانیات کو بطور ادبی تنقید کے اپناتے ہوئے احساس ہوجاتا ہے کہ زبان کے سائنسی مطالعے کا یہ علم بطور ادبی تنقید ایک بہت محدود سطح پر ہی کارآمد ہو سکتا ہے کیونکہ ادبی زبان اور عام زبان میں فرق ہوتا ہے جب کہ لسانیات عمومی زبان کی سائنس کا مطالعہ ہے لیکن ادب چونکہ عام زبان کی ہی خاص تحریری اور تخلیقی شکل ہے لہٰذا ساختیات کے اصولوں پر مبنی لسانیات ادب پارے میں الفاظ کے معانی، جملہ بندی، زبان کی تاریخ و ساخت، الفاظ کی اصوات و ماخذ کی بابت تجزیہ فراہم کر سکتی ہے۔ ادب اور لسانیات ایک مخصوص حد تک ہی باہم بروئے کار لائے جاسکتے ہیں مگر اس محدود دائرے میں رہ کر ہی ساختیاتی تنقید ادب کے وسیلے سے انسانی شعور کلی تک راستہ ہموار کرتی ہے۔

ادبی تنقید میں ساختیاتی مفکرین نے ان آفاقی اصولوں کو دریافت کرنے کی کوشش کی جو زبان کے ادبی استعمال کو فکشن کی صرف و نحو سے لے کر شاعری کے زمروں تک ہر شے کو متعین کرتے ہیں۔ ادبی تنقید میں آفاقی اصولوں کے دریافت کی یہ ترغیب ساختیات کی ذہنی تحریک کے زیر اثر ہوئی ساختیات اب زبان کے مطالعے سے اوپر اٹھ کر ادب کے مطالعے کے ان اصولوں کی دریافت اور تعین کی سعی کر رہی ہے جو نہ صرف عام زبان بلکہ شاہکار ادبی متن کے باہمی رشتوں میں کار فرما رہتے ہیں۔ ادب چونکہ ادراک حقیقت کا ایک اپنا خاص طریقہ کار پیش کرتا ہے دنیا میں ممکنہ حقیقت کا بیان ادب میں ملتا ہے گویا ایسی حقیقت یا واقعہ جو یا تو وقوع پذیر ہو چکی ہے یا کبھی ہو سکتی ہے اس امکانی حقیقت کو ادب میں جمالیاتی ذوق کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ اس پیش کش میں ادب مکمل طور پر ثقافتی مظہر اور نشانات پر مبنی نظام پر انحصار کرتا ہے۔ ادیب زبان کے خزانے سے ایک منفرد انداز میں اپنا حصہ وصول کرتا ہے اور ادب تخلیق کرتا ہے لہٰذا جب سے ایک منفرد انداز میں اپنا حصہ وصول کرتا ہے اور ادب تخلیق کرتا ہے لہٰذا جب ساختیاتی تنقید اس ادب کو تجزیے کے لیے منتخب کرتی ہے تو اس کا مقصود ادب کی ساخت تک پہنچنا ہوتا ہے جو ثقافتی رسومیات کے نتیجے میں طے پاتی ہے۔ نیز ساختیاتی تنقید جدیدیت کے دور مین ایک نئی راہ ہے جو دورِ حاضر کے ادبی تجزیہ نگاروں پر منکشف ہوئی ہے۔ ساختیاتی تنقید کی بدولت، ادبی متن کی تشکیل میں عمل پیرا ہونے والے ادب کے جامع تجریدی نظام (شعریات یا ادبیات) تک پہنچا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں:

"ساختیات کا کام کسی مخصوص ثقافتی تناظر میں کسی بھی ثقافتی مظہر (ادبی تنقید کے ضمن میں ادبی متن یا ادبی فن پارہ) کے تجزیے سے اس کے اندرون کو کچھ اس طریقے سے بے نقاب کرنا ہے جس سے تہ دار ذیلی ساخت میں کچھ پوشیدہ (Implicit) ہے وہ ظاہر (Explicit) ہو جائے گا۔" (4)

ادب کے اس جامع تجریدی نظام کی تشکیل میں ہماری ثقافت مذہب، تہذیب و تمدن، اساطیر و حکایات، سیاسی نظام، رہن سہن معاشرت، زبان ادبی روایت کے تمام موجود اور ممکنہ امکانات شامل ہوتے ہیں۔ ادب کے تجریدی جامع نظام کا یہ تصور سوسیئر کے تجریدی تصور زبان یعنی "Langue" کے نظریاتی ماڈل سے مماثلت رکھتا ہے اس تکلم یعنی Parole سے مماثلت رکھتا ہے۔

ساختیاتی تنقید چوں کہ بہت حد تک سوسیئرانہ فکری نظام کو ہی اپناتی ہے لہٰذا یہ ادب کی تنقید میں جامع شعریات کو مرتب کرنے کے لیے ادبی روایت کے کلی تصور اور انفرادی ادبی مظہر کے مابین ربط کو بروئے کار لاتی ہے۔ ساختیاتی تنقید کا یہ وظیفہ ادب کی سائنس تلاش کرنے کی کارگر سعی ہے۔

اس ضمن میں ڈاکٹر گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں:

" ساختیاتی تنقید ادبی متن اور ادبی قرات کی ایسی شعریات وضع کرنا چاہتی تھی جو ان اصولوں اور قاعدوں کو تجریدی طور پر منضبط کر سکے، جن کی رو سے ادب کی مختلف شکلیں شاعری، ناول، افسانہ وغیرہ وجود میں آتی ہیں اور متعلقہ کلچر سے وابستہ لوگ ان کو پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں اور ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔" (5)

اس دلچسپ مشق کی بدولت دور جدید کا ناقد ان پوشیدہ اصولوں تک پہنچنا چاہتا ہے جس کی بدولت ادب بطور ادب متشکل ہوتا ہے اور ادب کا مطالعہ اصناف کی کلی شعریات کے حوالے سے کیا جا رہا ہے۔ ساختیاتی تنقید کا سروکار صرف فن پارے تک ہی محدود نہیں ہوتا بل کہ اس کے ذریعے ادب کے لانگ تک پہنچا جاتا ہے۔ گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں:

" ساختیاتی فکر و جستجو کا مقصود بھی صرف ایک واقعہ یا فن پارہ نہیں بل کہ وہ جامع تجریدی نظام (Abstract system) ہے جس کی رو سے ادب میں ہر ہر واقعہ (Event) یا فن پارہ وضع ہوتا ہے اور جو اس تمام حقیقت کا سرچشمہ ہے جو انسان کی دنیا میں حقیقت کے طور پر جانی اور پہچانی جاتی ہے۔" (6)

تکلم میں زبان کے کلی تجریدی نظام کی طرح ادب بھی تخلیق ہونے کے لیے ایک خاص ذہنی نظام نوعیت کے اعتبار سے تجریدی ہوتا ہے جس کی رو سے ادیب کوئی ادب خلق کرتا ہے۔ ساختیاتی تنقید فن پارے کی تشریح و توضیح کی بجائے اسی جامع تجریدی نظام کی دریافت کرتی ہے کیونکہ یہ جامع تجریدی نظام تمام حقیقت انسانی اور اس کے فنی و ثقافتی ظواہر کا مرقع ہوتا ہے۔

بالفاظ دیگر ساختیاتی تنقید کا اطلاق ادب پر اس لیے کی جاتا ہے کہ ادب کی "گرامر" کی جستجو کی جائے تاکہ زبان کے جامع تجریدی نظام کی طرح ادب کی اس جامع تجریدی شعریات کو دریافت کیا جا سکے جس کی بدولت ذہن انسانی ادب کو بطور ادب جانتا ہے اور پہچانتا ہے۔ جو ادیب جس قدر بہترین ادب تخلیق کرتا ہے اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس ادیب کا ذہن جامع تجریدی شعریات سے کس قدر ہم آہنگ ہے۔ لیکن ضروری نہیں ہے کہ ادیب جب کسی ایسے نظام سے استفادہ کرتا ہے تو وہ شعوری طور پر اس کا احساس بھی رکھتا ہو چوں کہ تخلیق کے عمل میں شعور اور لاشعور دونوں سرگرم عمل ہوتے ہیں اس لیے روایت کا مطالعہ اور انفرادی تجربے دونوں کی اہمیت بڑھ جاتی ہے لیکن یاد رہے کہ یہ ادبی نظام کسی خود کفیل جوہر (Essence) پر مبنی نہیں ہوتا بل کہ یہ سماج میں موجود حقیقت کے تفریقی رشتوں کی رو سے کارگر ہوتا ہے جو باہم مربوط بھی ہوتے ہیں اور مختلف بھی ہوتے ہیں۔ یہ ادبی نظام ممکنہ حقیقت یا امکانی حقیقت کا بیان کرنے کی صورت میں عمل پذیر ہوتا ہے۔

اردو میں جن ساختیاتی ناقدین نے ادبی فن پاروں پر عملی تنقید کا کامیابی مظاہرہ کیا ان میں ڈاکٹر وزیر آغا، ڈاکٹر فہیم اعظمی، قاسم یعقوب، اور ڈاکٹر ناصر عباس نیر کے نام سرفہرست ہیں۔ انھوں نے ادبی فن پاروں کے آنکھوں سے اوجھل رشتوں اور روابط کا پتہ لگایا ہے جن کی وجہ سے فن پارہ موثر انداز میں بامعنی ثابت ہوتا ہے اور ادبی روایت کے تجریدی نظام کی تشکیل و ترقی کا سبب بنتا ہے۔

جیسا کہ گذشتہ باب میں بیان کیا گیا معنی کا سرچشمہ ایک باقاعدہ ثقافتی اور لسانی نظام ہے جو ہر وقت موجود ہے اور ادب میں بھی تمام نئے و پرانے معنی اسی نظام کی رو سے تشکیل پاتے ہیں۔ انسانی ذہنی کو اللہ تعالی نے یہ خوبی و صلاحیت دی ہے کہ یہ اشیاء کی پہچان، ان کے تصورات کو رد و قبول کرنے، تفریق رکھنے اور نئی شکل دینے پر قدرت رکھتا ہے مگر یہ معانی از خود پیدا نہیں کرتا ساختیاتی تنقید انہی تصورات اور نظریاتی و تعقلاتی ماڈل کے اطلاق سے شعریات مرتب کرتی ہے۔

ادبی متون کے مطالعے کے لیے اس نئی لسانی بصیرت سے استفادہ کرنے سے ادب کی تفہیم کی نئی راہیں روشن ہوئی ہیں۔ تنقید کے عام طریقہ کار میں بعض مخصوص مشاہدات کی روشنی میں ادب پارے کے مشترک خواص کا قیاس قائم کیا جاتا ہے اور پھر اس قیاس کو مثالوں کی روشنی میں ثابت کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات نتائج کی تکرار

سے اس فن پارے کی تشریح کو حتمی معانی قرار دے دیا جاتا ہے حالانکہ مزید معنی خیزی کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔ ساختیاتی تنقید اس ضمن میں کچھ یوں کام کرتی ہے کہ اس میں قاری اور قرات کے تفاعل کو اہمیت دی جاتی ہے اور معنی کا تعین قاری قرات کے تناظر میں کرتا ہے۔ ساختیاتی تنقید، تاریخی و سوانحی تنقید کے برعکس، مصنف اور اس کے عصر کو اہمیت دینے کی بجائے متن کو اہمیت دیتی ہے۔

ساختیاتی تنقید میں مصنف، متن اور قاری کا کردار:

ساختیاتی تنقید میں مصنف، متن اور قاری کے کردار اور حیثیت کا تعین کرنا از حد ضروری ہے کیونکہ اس تعین سے نہ صرف ان سب کے محرکات اور امتیازات کھل کر سامنے آجائیں گے بل کہ ساختیاتی تنقید کی الگ حیثیت کی وضاحت بھی ہوگی۔ جیسا کہ گذشتہ سطور میں بیان ہو چکا ہے کہ ادب بھی لسانی ترسیل اور ابلاغ کا وظیفہ سرانجام دیتا ہے مگر اس کا انداز عام بول چال سے ذرا مختلف ہوتا ہے۔ عام بول چال کے دائرے میں بولنے والا شخص سننے والے شخص کے لیے کوئی پیغام کسی کوڈ یا لسانی نظام کے ذریعے بہم پہنچاتا ہے اور اس لسانی نظام کو بولنے اور سننے والا دونوں اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ ہر پیغام کسی نہ کسی تناظر میں دیا جاتا ہے اور اس کے لیے کسی وسیلہ مثلاً براہ راست بول چال، ٹیلی فون، فلم، رابطے یا کسی ٹیکسٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔

لیکن ادب میں ہ رابطہ کسی بولے چھپے ہوئے لفظ کے ذریعے ہوتا ہے نیز عام زبان کا کام صرف بول چال اور پیغام کی ترسیل ہے جب کہ ادبی زبان میں ایسی کوئی افادیت نہیں ہوتی۔ اس کا کام صرف یہ ہے کہ پہلے سے جانی بوجھی اور دیکھی بھالی چیزوں کو مختلف طور پر دکھا سکے۔ ادب کو جو چیز عام زبان سے ممیز کرتی ہے وہ اس کا "بنا ہوا" (Made) ہونا ہے۔ ساختیاتی مفکرین شاعری کو ادبی زبان کا بہترین نمونہ قرار دیتے ہیں یعنی تکلم جسے کلی صوتی بافت میں منظم کر دیا گیا ہو۔ آرٹ کی خوبی ہے کہ یہ خود کو عامیانہ انداز سے منفرد رکھتی ہے تاکہ ہم انسانوں کی توجہ حاصل کر سکے اور ہمارے حواس کو متاثر کر سکے۔ عامیانہ انداز اور زندگی میں تجربے کی تازگی باقی نہیں رہتی اور ہر چیز معمول (Routine) بن جاتی ہے۔ آرٹ یا ادبیت کا کام تجربے کی تازگی کی بازیافت ہے۔ ادب استحسان کے ساتھ ساتھ لسانی و تاریخی معلومات کا سرمایہ بھی قرار پاتا ہے۔ ادب کے اس تجریدی نظام کو سمجھنے کے لیے ساختیات ایک خاص زاویہ فراہم کرتی ہے۔ اسی زاویہ نگاہ سے ادب کے انفرادی اظہار کو بھی دیکھا جاتا ہے۔ رومن جیکب سن نے ساختیاتی تنقید میں مصنف، قاری اور متن کے کردار کے بارے میں جو لسانی ترسیل کا نقشہ پیش کیا وہ کچھ یوں ہے۔

تناظر

مصنف__________متن__________قاری

لسانی نظام

اس نقشے کی وضاحت میں رومن جیکب سن لکھتا ہے کہ اگر ناقد صرف مصنف کے نقطۂ نظر سے ادب پارے کو دیکھتا ہے تو ادب کا جذباتی پہلو سامنے آتا ہے گویا ادب پارہ مصنف کے ذاتی احساسات و خیالات کا اظہار ہے اور یہ مصنف کے ذاتی نوعیت کے تجربات اور جذبات کا بیان قرار پاتا ہے اگر ناقد "تناظر" پر توجہ مرکوز کرتا ہے تو اس سے ادب کا ہیئتی پہلو نمایاں ہوتا ہے اسی طرح قاری کے نقطۂ نظر سے "تعبیری پہلو" کو اہمیت حاصل ہوگی۔ اگر "تناظر" پر نظر رکھی جائے تو ادبی فن پارے کے تاریخی و سماجی پس منظر کی وضاحت ہوگی۔ البتہ اگر لسانی نظام کو مرکزی توجہ فراہم کی جائے تو اس نظام کی کلیت تک پہنچا جا سکتا ہے جس سے معنی خیزی ممکن ہے۔

ادب کی تنقید کے یہ مختلف نظریے لسانی عمل کے مختلف پہلوؤں کے مطالعے پر بھی زور دیتے ہین۔ ساختیاتی تنقید اسی شے کا نام ہے کہ ادبی متون کی مدد سے معاشرے کے تاریخی سماجی اور لسانی نظام کی کلیت کا گہرا ادراک حاصل کیا جا سکے۔

ساختیاتی تنقید میں "مصنف" کا کردار:

رولاں بارت کا شمار اہم ساختیاتی مفکرین میں ہوتا ہے۔ وہ اپنی تحریروں میں " مصنف کی موت "کا اعلان کرتا ہے اس کی بابت وہ یہ وضاحت پیش کرتا ہے کہ معانی کا سرچشمہ خود متن کی ساخت ہے اور اس ساخت کو مرتب کرنے میں ثقافتی ضوابط اور رسومیات کا کردار ہوتا ہے۔ مصنف تو صرف اس ساخت کے اظہار کا ایک ذریعہ ہوتا ہے ۔ اسی لیے ساختیات میں نہ صرف مصنف بلکہ موضوع کی نفی بھی کی گئی ہے۔ اس ضمن میں سید امتیاز احمد، رولاں بارت کے مضمون " مصنف کی موت " کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مصنف ایک جدید تصور ہر یہ ہمارے جدید معاشرے کی تخلیق ہے جو قرون وسطیٰ میں ظاہر ہوا اور جس نے برطانوی فلسفہ نتائجیت، فرانسیسی فلسفہ عقلیت اور تحریک تجدد کے " ذاتی ایمان " کے ساتھ مل کر " فرد کا وقار " دریافت کیا یا ذرا بہتر طریقے سے کہا جائے تو " شخص بطور انسان " کی عزت اور وقار، لہٰذا منطقی طور پر یہ کہنا بالکل درست ہے کہ یہ فلسفہ ایجابیت اور سرمایہ دارانہ آئیڈیا جی کا نچوڑ اور منتہائے کمال تھا کہ جس نے مصنف کی شخصیت کو اہم ترین مقام عطا کر دیا تھا۔ " (7)

اس اقتباس میں ان تمام حالات و محرکات کا بیان ملتا ہے جن کی بدولت مصنف کی شخصیت کو توجہ ملی لیکن ان سب کے برعکس ساختیات جن بنیادوں پر اپنا کام کرتی ہے وہ مصنف کے وجود کو متن سے زیادہ اہم خیال نہیں کرتیں۔ ساختیاتی تنقید واضح اور برملا اعتراف کرتی ہے کہ متن الفاظ کی ایسی سطر نہیں ہوتی جو کسی واحد الہیاتی معانی یا مصنف کے پیغام کا اظہار کرتی ہو بلکہ یہ کثیر الجہات خلاصہ ہوتی ہے جس کے اندر کئی قسم کی تحریریں، تخلیقی و غیر تخلیقی تجربے یکجا اور متصادم ہوتے ہیں مصنف، صرف ان اشارہ جات کی نقل کرتا ہے جو ہمیشہ پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔ ادب، ادیب کے چنیدہ معاشرے کے نشانات کا مجموعہ قرار پاتا ہے۔ رولاں بارت نے ادب کو اپنے پیغام یا نظریہ دوسروں تک پہنچانے کا ذریعہ سمجھنے والا مصنفین کو "اکریونت " یا " محرر " کا نام جب کہ "ادب برائے زندگی " کے علم بردار لکھاریوں کو " اکریوین " یعنی اصل مصنف قرار دیتا ہے۔

ساختیاتی نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو مصنف کے پاس یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ مختلف تحریروں کو ملا جلا سکتا ہے۔ اور ایک تحریر کی مدد سے دوسری تحریر کا انتخاب کر سکتا ہے۔ مصنف اگر اپنا ذاتی تجربہ بھی بیان کرتا ہے تو اسی کے لیے بھی اسے الفاظ، واقعات اور تجربات کے بیان کے اس سلسلہ کا سہارا لینا پڑتا ہے جو برسوں سے چلا آرہا ہوتا ہے۔ البتہ ادب کی تواریخ، مصنفین کی سوانح عمریوں، مکالموں اور ادبی رسائل میں مصنف کا اقتدار اب بھی قائم ہے اور اسی طرح عام طور پر معاشرے میں فن پارے کو اب بھی ادیب کی نسبت سے دیکھا جانا حس عمومی (Common Sense) کا حصہ بن چکا ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں:

"صدیوں سے یہ خیال چلا آرہا تھا کہ ادب مصنف کے تخلیقی ذہن کا کارنامہ ہے یا ادب اظہار ذات ہے یا متن وہ تخلیق ہے جو مصنف کے وجود اور اس کے ذہن و شعور کی زائیدہ ہے، یا یہ کہ ادب حقیقت کی ترجمانی کرتا ہے۔ ساختیات ان میں سے کسی بات کو اس طرح تسلیم نہیں کرتی۔ اس کا اصرار ہے کہ حقیقت صرف اسی قدر قائم ہے جس قدر ہم اس کو اپنے لسانی نظام سے انگیز کر سکتے ہیں۔ " (8)

جیسا کہ پہلے کہا گیا کہ ساختیاتی فکر نے ماضی کے بہت سے مبنی بر عقل عام (Common sense) اعتقادات کو صدمہ پہنچایا ہے۔ ساختیاتی فکر نے صدیوں سے زبان کی نوعیت، مصنف کی ذات، معنی کی کارکردگی اور ادراک حقیقت کے بارے میں جو ماورائی تصورات چلے آرہے تھے ان پر کاری ضرب لگائی اور ان تمام مفروضات کو نظریاتی اعتبار سے چیلنج کیا۔

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رولاں بارت کا کہنا ہے کہ مصنف کو صرف یہ توفیق حاصل ہے کہ وہ پہلے سے موجود لسانی و ادبی خزانوں کو کھنگالتا ہے، اخذ و قبول کرتا ہے، اور چلی آرہی روایت کو نئی شکل دیتا ہے۔ مصنف اپنا اظہار محض نہیں کرتا، کوئی تخلیق خلا میں پیدا نہیں ہوتی بلکہ مصنف پہلے سے موجود روایت کے سرچشموں سے فیضان حاصل کرتا ہے اور "ثقافت اور زبان" کی لغت سے استفادہ کرتا ہے۔ " (9)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.2 2021

گذشتہ تمام باتوں کا اگر ملخص پیش کیا جائے تو وہ کچھ یوں بنتا ہے کہ ساختیاتی تنقید مصنف اور تناظر کی بجائے متن اور لسانی نظام کا مطالعہ کرتی ہے۔ مصنف کو اگر بنیاد بنا کر ادب کا مطالعہ کیا جائے تو تنقید کا "رومانی نظریہ" وجود میں آتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تحریر لکھنے والا اپنی زبان کے بہ یک وقت تمام امکانات پر حاوی نہیں ہوتا اس کے لیے اپنے خیال یا تجربے کو مضمون بنانے کے لیے منتخب کردہ الفاظ سے متن مرتب کرنا پڑتا ہے۔ جب کہ ساختیاتی تنقید اس مرتب متن سے معنی اور تعبیر کے ایسے پہلو بھی دریافت کر لیتی ہے جو متن لکھنے والے کا مقصود نہیں ہوتے یعنی مصنف جو چاہتا ہے وہ بیان کرے ساختیاتی تنقید اس کے علاوہ بھی معانی دریافت کرنے کی کوشش کرتی ہے جو اس نے سوچے بھی نہ ہوں گے۔ زبان میں کثرت معنی کا تصور بہت اہم ثابت ہوتا ہے کیوں کہ زبان ایک طرف تو معنی کی تشکیل کا فریضہ انجام دیتی ہے اور دوسری طرف الفاظ کے باہم ربط کے معنی کی کثرت کی صورت حال بھی پیدا کرتی ہے۔ ساختیاتی نقاد مصنف کے ذاتی تجربے سے خارجی صداقت بھی دریافت کرنے کی سعی کرتے ہیں۔

اگر غور کیا جائے تو ساختیاتی تنقید کے انداز میں ہمیں سوسیئرانہ افکار کی روح نظر آتی ہے کیونکہ وہ زبان کے تشکیلی کردار کو اجاگر کرتا ہے اور ساختیاتی تنقید مطالعہ ادب میں توجہ کا پہلا مرکز زبان کے اسی تشکیلی کردار کو بناتی ہے۔ دال اور مدلول کا تعلق بہ قبول سوسیئر من مانا ہوتا ہے اس لیے کسی لفظ کے پیکر کا مفہوم اتنا ہی ہے کہ صوتیوں (Syllabels) کی ترتیب کو معاشرے نے مربوط ذہنی پیکر عطا کیا۔ جس طرح دال اور مدلول میں رشتہ منطقی نہیں ہوتا ہے اسی طرح متن سے کسی تنہا مفہوم کا خیال بھی بے اصل معلوم ہوتا ہے۔

ساختیاتی تنقید میں قاری کا کردار:

ساختیاتی تنقید مصنف کے جبر کو رد کرتے ہوئے کسی حد تک قاری کو معنی کی تشکیل و تعبیر میں شامل کرتی ہے کیونکہ ادب تحریر میں معانی کو سموتا ہے تو قاری ہی اس متن سے دوبارہ معنی بناتا ہے۔ باذوق قاری اور بہترین قرات تنقید کا مثالی تصور ہیں۔ ساختیات قاری اساس تنقید نہیں ہے لیکن قاری کے معنی اخذ کرنے کے ممکنات کو ضرور پیش نظر رکھتی ہے۔ کیونکہ جب قاری کسی فن پارے کا مطالعہ کرتا ہے تو ذہن میں کئی کڑیوں کو ملاتا ہے اور ان میں ربط پیدا کرتا ہے۔ یہ الگ مسئلہ ہے کہ یہ عمل ایک ہی وقت میں ایک قاری سے دوسرے قاری تک مختلف ہوتا ہے۔ قاری کا ذہن قرات کے دوران فعال رہتا ہے اور قاری کی یہی ذہنی فعالیت متن کو معانی دیتی ہے جو متن سے مراد لیے جاتے ہیں۔ قرات کے بعد اس معنی خیزی میں قاری کے ذوق و ظرف کا کردار بھی ہوتا ہے۔ نیز متن میں ہر ہر لفظ معانی کو نیا موڑ دے سکتا ہے۔

جیسا کہ نسایئت پسند تحریک (Feminism) کے فلسفے کے مطابق متن کی تانیثی قرات میں غالب تاثر یہ ہوتا ہے کہ معاشرے میں وحدت، قوت، تعقل، اور طاقتور فاعل مرد کے اوصاف ہیں جبکہ وفور جذبات، خوبصورتی اور سراپا کا بیان عورت کی صفات تسلیم کی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے عصمت چغتائی کے نسوانی کرداروں کے جائزے میں جو ساختیاتی طرز فکر اپنایا ہے اس میں تانیثی قرات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ معاشرے میں عورت کے کردار اور ثقافتی رسومیات سے انحراف کو سامنے لایا گیا ہے۔

قاری متن سے اس صورت میں بہتر انداز میں لطف اندوز ہو سکتا ہے اگر وہ اسی معاشرے سے تعلق رکھتا ہو جس تناظر میں متن کو تشکیل دیا گیا ہو۔ دنیا میں تصورات کائنات کی کوئی کمی نہیں ہے بلکہ ایک ہی ثقافت میں رہنے والے لوگوں کے ذہنوں میں اپنا اپنا مخصوص قدرے مختلف تصور موجود ہوتا ہے۔ قاری کو اپنی ثقافت کا جس قدر گہرا ادراک و شعور ہو گا اسی قدر ہی وہ متن سے معانی اخذ کر سکے گا۔

اس ضمن میں ناصر عباس نیر لکھتے ہیں:

"معنی تو پیدا ہی قاری کی تصدیق سے ہوتا ہے۔ اگر قاری کے ذہن میں لسان کا وہ ثقافتی تجربہ ہے جو فن پارے کی مجموعی ساخت کا حصہ ہے تو وہ اس کی گرہ کشائی کر پائے گا ورنہ اسے متن کی تفہیم میں شدید مشکل بل کہ ایک رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ساختیات نے فن پارے کی تہ (زیریں سطح) میں موجود اس Inter Play تک پہنچ کر معنیاتی نظام کو قریب سے دکھانے کی کوشش کی ہے۔"(10)

یہ Inter play قاری کے ذہن میں عمل پذیر ہوتا ہے جس میں متن کی ساخت کے عناصر یعنی کوڈز اور کنونشنز (ثقافتی ضوابط اور رسومیات) کی تازگی و بازیافت کا عمل جاری رہتا ہے۔ لہٰذا قاری کے لیے ان کوڈز اور کنونشنز سے واقف بلکہ عادی ہونا ضروری ہے۔ ناصر عباس نیر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہیں:

"قاری کا ثقافتی تناظر ہی متن میں موجود ثقافتی تجریدیت کی نشان دہی میں مدد فراہم کرتا ہے۔ اگر متن اس ثقافت کی ساخت ہے جو قاری کا تجرباتی حصہ نہیں ہے تو متن قاری کے لیے بے معنویت کا پیغام لائے گا۔"(11)

گذشتہ بالا دونوں اقتباسات سے نہ صرف قاری کا ذہنی تفاعل بلکہ متن کی ساخت میں ثقافتی ضوابط و رسومیات کی اہمیت بھی بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ ادب کی ساختیاتی تنقید، ادب کے معانی و تشریح کی بجائے اس کی مرکزی ساخت کی گرہ کشائی کا فریضہ ادا کرتی ہے اور معنیاتی نظام تک معانی کی شناخت کے ذریعے ہی پہنچا جاسکتا ہے لہٰذا متون کو ثقافت کے تجریدی نظام کا اظہاریہ تصور کرتے ہوئے معنی کی دریافت و شناخت ساختیاتی تنقید کا پہلا ہدف قرار پاتا ہے۔

بہر حال ساختیات میں ادبی مطالعہ کے دوران قاری بلکہ قارئین کے مختلف مدارج کو مد نظر رکھتے ہوئے ممکنہ معانی کی کھوج کی جاتی ہے۔ قاری اساس تنقید، پس ساختیاتی نظریات کو بھی تقویت پہنچاتی ہے مگر پس ساختیاتی لے کر (Post structuralism) بھی تو ساختیات کی ہی توسیع (Extension) ہے۔

متن کی قرات میں قاری کے کردار کے بارے میں ڈاکٹر گوپی چند نارنگ رقم طراز ہیں:

"ایک چیز کئی طرح سے پڑھی جا سکتی ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ متن اس وقت تک وجود نہیں رکھتا جب تک وہ پڑھا نہ جائے۔ یعنی متن کے معنی کی کوئی بھی بحث سننے یا پڑھنے کے عمل کے بعد ہی ممکن ہے اور وہ عامل قاری ہی ہے جو متن کی لسانیت میں داخل ہوتا ہے گویا قاری متن کو موجود بناتا ہے، ورنہ متن محض امکانی طور پر، بالقوۃ موجود رہتا ہے۔" (12)

گوپی چند نارنگ قاری کی اہمیت واضح کرتے ہیں کہ قاری کی فعالیت ہی متن کو معنی انگیز بناتی ہے یعنی قاری بھی ساختیاتی تنقید کے منظر نامے کا اہم حصہ ہے اس کے نفسیاتی کردار کی وضاحت بھی بخوبی کی گئی ہے اور قاری متن کا مطالعہ اور اس سے معنی خیزی اپنی شناختی حیثیت کے مطابق کرتا ہے گویا قاری فن پارے کو اپنے لاشعوری مبہمات (Fantasy) کی روشنی میں پڑھتا ہے اور یہ اس کے لیے لطف اندوزی اور نشاط کا سبب بنتا ہے قاری کے نفسیاتی مدارج کا مطالعہ نارمن ہالینڈ اور ڈیوڈ بلاچ قاری نے بخوبی پیش کیا ہے۔ قاری کے بارے میں ڈاکٹر گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں:

"متن میں کچھ نہ کچھ خالی جگہیں ہوتی ہیں جنھیں فقط قاری ہی بھر سکتا ہے یعنی اخذ معانی کے لیے متن سے قاری (یا سامع) کا متصادم ہونا ضروری ہے۔" (13)

یعنی قرات قاری کے لاشعور کے تابع ہوتی ہے اس حوالے سے جو ٗنتھن کلر کا نام بے حد اہم ہے کیونکہ اس نے ساختیاتی طور پر ادب فہمی کے قاعدے کلیوں کو منضبط کیا۔

ساختیاتی تنقید میں متن کی اہمیت:

ساختیاتی تنقید کے جتنے بھی عملی نمونے منظر عام پر آئے ان سب میں متن کو اساس بنایا گیا ہے۔ یعنی ساختیاتی تنقید مصنف اور تناظر کی بجائے فقط متن کو توجہ مرکز بناتی ہے۔ متن کس شخص نے لکھا اور کس تناظر میں لکھا گیا ہے اس سے بے نیاز ہو کر ادب کے لسانی تجزیے کو مقصد بنایا گیا ہے۔

ژاک دریدا وہ پہلا شخص ہے جس نے سوسیئر کی غیر معمولی لسانی بصیرت کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ ساختیات کے بعض کمزور پہلوؤں کی بھی نشاندہی کی مثلاً ساختیات جامد (Static) اور رجعت پذیر (Regressive) ہے یہیں سے پس ساختیاتی فکر کی ابتدا ہوئی مگر ژاک دریدا نے بھی متن کی بعض مستقل خوبیوں کی نشاندہی کی مثلاً متن کے اجزاء میں معنی خیزی (Signification) کی ایک مستقل کیفیت ہوتی ہے۔ البتہ کافی عرصہ گزر جانے کے بعد Signifiers جب اپنے مفہوم کو کسی حد تک

تبدیل کر لیتے ہین تو معنی کا درست تعین کسی حد تک محال ہو جاتا ہے۔ ہر عہد کے متن کے معنی اس کے Common Scnce زبان کی گرامر کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس سے زبان کے تاریخی کردار، زبان کی ارتقاء کے تفاعل اور تشکیلی قوت کا اظہار ہوتا ہے۔

لسانی متن اجزاء کے درمیان رشتوں کا ایک نظام ہے۔ جو متن جس قدر اپنے اجزاء کے درمیان رشتے ایجاد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ وہ اسی قدر ادبی ہوتا ہے۔ جب کوئی لکھاری متن تشکیل دیتا ہے تو اپنی صلاحیت کے مطابق اس میں معانی کو سموتا ہے اور پھر اس متن کی قرات میں معانی خیزی کا سفر نئے سرے سے شروع ہوتا ہے۔ اور پھر یہ ساختیاتی نقاد کی صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ اپنی اختراعی قوت سے معنی کے کن کن ابواب کو کھولتا ہے۔ اس کے علاوہ متن کی یہ خوبی ہے کہ یہ بولنے یا سننے کے ساتھ ساتھ ہی فضا میں تحلیل نہیں ہوتا۔

ساختیاتی تنقید جن مضمرات اور تعقلاتی ماڈل پر استوار ہے وہ ہمارے عمومی تنقیدی شعور سے یکسر نئی اور اجنبی ہے لہٰذا اس کے نظریات سے آشنا ہونے کے لیے لسانی فلسفے کی جدید شاخوں سے متعارف ہونا ضروری ہے۔

ساختیاتی قرات عام قاری یا نقاد کی قرات سے مختلف ہوتی ہے ساختیاتی قرات متن کی تہہ میں مضمر اس نظام یا شعریات تک رسائی سے عبارت ہے جو متن کے معانی کی ضامن ہے اور شعریات جن کوڈز اور کنونشنز پر مبنی ہوتا ہے ان کا تعین ساختیاتی نقاد اپنے ثقافتی تناظر کے مطابق کرتا ہے واضح رہے کہ ساختیاتی تنقید متن کی تشریح ،توضیح اور تعبیر نہیں کرتی بلکہ وہ متن کی بجائے ساخت تک رسائی پیدا کرتی ہے۔

اس ضمن میں ڈاکٹر ناصر عباس نیر رقم طراز ہیں:

"ساختیاتی تنقید جس سسٹم یا شعریات کو اپنا ہدف بناتی ہے، وہ ادب کی اپنی ملکیت نہیں بلکہ اسے ثقافت سے مستعار لیا گیا ہوتا ہے اس طرح ساختیاتی تنقید اپنی اس مطالعاتی نہج کے وسیلے سے ادب کے بارے میں نئے تصورات پیش کرتی ہے۔۔۔ ساختیاتی تنقید ادبی مطالعے کو مخصوص ثقافتی مطالعہ قرار دیتی ہے۔ وہ براہ راست ادب پر مرکوز ہونے کی بجائے اس ماورائے متن نظام کو کھوجنے کی کوشش کرتی ہے جس کی جہ سے متن میں معانی پیدا ہوتے ہیں۔ ساختیاتی تنقید کی منزل متن کے معانی نہیں، معانی پیدا کرنے والا نظام ہے" (14)

سماج میں ساختیاتی تنقید اس اعتبار سے تو متن اساس ہے کہ متن کو بنیاد بناتے ہوئے معانی کے سرچشموں تک رسائی پیدا کرتی ہے۔ ساختیات کی اس حوالے سے یہ اہم خدمت ہے کہ اس نے سب سے پہلے معانی، صداقت اور قدر کی سماجی ہونے کا تصور پیش کیا اس لیے ایک سطح پر ساختیات بھی مابعد جدیدیت کی پیش رو بنتی ہے۔ متن کو کس نئے تناظر س وابستہ کیے جائے تو کئی نئی پرتیں کھلنے لگتی ہیں۔ ادب بھی دیگر کئی مظاہر کی طرح ثقافتی تشکیل قرار دیا گیا ہے۔

ساختیاتی تنقید ادبی متن کے تجزیے کے لیے بہترین حربہ ہے۔ رولاں بارت نے متن کی دو اقسام کو اپنی کتاب Z/S میں موضوع بنایا ہے۔ یہ کتاب Z/S دراصل فرانسیسی افسانہ نگار بالزک (Balazac) کی کہانی سراسین (Sarrasine) پر تنقید ہے۔ اس کتاب میں اس نے دبی متون کے فرق کا نظریہ پیش کیا۔ ایک کو اس نے Readerly اور دوسری کو Writerly کا نام دیا۔ Readerly متن ایک تسلسل کے ساتھ انجام کی طرف بڑھتا ہے اور اسے آخر تک پڑھ کر ہی مجموعی مفہوم کی سمجھ آتی ہے جب کہ Writerly تحریر میں قاری کو ہر دوسری سطح پر خیال کی تکمیل نظر آتی ہے اور وہ ٹھہر ٹھہر کر مزے سے اس تحریر کو پڑھتا ہے اسے انجام تک پہنچنے کی جلدی نہیں ہوتی۔ Writerly متن کا ساختیاتی تجزیہ قدرے آسان ہوتا ہے۔ کوڈ (ضابطہ) اور کنونشن (رسم) عام طور پر ایک ساتھ استعمال ہوتے ہیں مگر ان دونوں کے مفاہیم میں بنیادی فرق موجود ہے۔ ساختیات میں کوڈ سے مراد وہ اصول ہیں جنھیں کسی ایک ہی لسانی گروہ سے تعلق رکھنے والے باہمی اتفاق ورائے سے طے کر لیتے ہیں۔ یہ کوڈز پڑھنے لکھنے اور سننے والے کے اذہان میں ایک سی معنویت رکھتے ہیں۔ متن کے علامتی نظام میں کوڈ کو کلید قرار دیا جا سکتا ہے۔ جبکہ کنونشن یا رسم سے مراد ایسی روایت ہے جنھیں طویل سماجی عمل نے قبول کیا ہوتا اور ان کی بنیاد پر ایک علامتی نظام تشکیل دیا گیا ہوتا ہے جیسے مصافحہ کرنا یا سلام کرنا کنونشنز ہیں۔ کنونشن ایک وسیع اصطلاح ہے۔

متن کا تجزیہ کرنے کے لیے رولاں بارت نے Z/S میں پانچ کوڈز کی نشاندہی کی ہے۔بعینہ ناصر عباس نیر نے بھی میرا جی کی نظم "سمندر کا بلاوا" کے ساختیاتی مطالعہ میں چار کوڈز اور ایک بیانیاتی کنونشن کی نشاندہی کی ہے۔ یہ کوڈز انھوں نے کہیں سے مستعار نہیں لیے بل کہ ان کی اپنی اختراع ہیں۔

کوڈز کی عمل آرائی ساختیاتی مطالعے میں نظر آتی ہے۔ تاہم ہر متن میں انہی کوڈز کا ہونا حتمی نہیں ہے کیونکہ متن مصنف کی بصیرت کا اظہار ضرور ہوتا ہے تاہم اس میں شخصی اظہار سے بڑھ کر ایک ثقافتی تشکیل کی خصوصیت بھی موجود ہوتی ہے۔ متن سے معانی و مفہوم کے عام رویوں سے ساختیات زیادہ سروکار نہیں رکھتی اس کا تعلق نشانات کے اس تفاعل سے ہوتا ہے جس کے ذریعے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ یہ نظام دراصل اس سے کہیں زیادہ پیچیدہ ہیں جس قدر کہ یہ عام دکھائی دیتے ہیں۔ نشانات کے یہ نظام ہماری عملی زندگی پر اس قدر حاوی ہے کہ ہماری سماجی سرگرمیوں اور انسانی کارکردگی و حقیقت کے ادراک کے بارے میں نشان سازی انہی نظام اور عوامل کا نتیجہ ہے۔

ادبی متن کے ذریعے ساختیاتی تنقید حقیقت کے فہم و ادراک میں ذہن انسانی کے کام کرنے کے انداز کی بھی وضاحت ہوتی ہے۔ ثقافتی اعتبار سے ہی کوئی نشان بامعنی بنتا ہے۔اور انسان کے روز بروز ترقی کرنے میں ساتھ ساتھ نشان سازی کا عمل بھی تیزی سے جاری ہے۔تو یہ ساختیات ہی ہے جو اس نشان سازی کی وسعت اور کارکردگی کا اندازہ فراہم کرتی ہے۔ترقی کے لیے بے حد ضروری ہے کہ ہم معنی سازی کے اس بنیادی عمل کو سمجھ سکیں جو بنیادی طور پر ہمارے ذہن سے تعلق رکھتا ہے اور انسان کی بطور انسان سب سے بڑی پہچان ہے۔

جس طرح ثقافتی مظاہر ضوابط (کوڈز) سے مرتب ہوتے ہیں بالکل ایسے ہی ادبی متن بھی ادبی ضوابط کے تحت ہی مرتب ہوتا ہے۔ زبان کے اپنے قواعد و قوانین ہیں جن کی مدد سے وہ دنیا کو پیش کرتی ہے اور دنیا سے متعلق ہمیں آگاہی دیتی ہے اسی طرح ثقافتی اعمال اور ادبی متون بھی اپنے اپنے ضوابط / کوڈز کا نظام رکھتے ہیں۔ اسی نظام کی وجہ سے ساختیاتی تنقید و ادب میں ان معانی کو دریافت کرتے ہیں جو دنیا اور خود ہمارے متعلق نئی آگاہی دیتے ہیں۔

ہمیں نئے فکری عہد سے روشناس کروانے میں ساختیاتی فکر کا گہرا کردار ہے۔

## حوالہ جات

1 ناصر عباس نیر، ڈاکٹر، "ساختیات۔۔۔ایک تعارف" ( اسلام آباد: پورب اکادمی، 2012ء)، ص 111

2 ناصر عباس نیر، ڈاکٹر، "ساختیات۔۔۔ایک تعارف"، ص 113

3 ناصر عباس نیر، ڈاکٹر، "ساختیات۔۔۔ایک تعارف"، ص 118

4 گوپی چند نارنگ، " ساختیات، پس ساختیات اور مشرقی شعریات" ( لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2010ء)، ص 47

5 گوپی چند نارنگ، " ساختیات، پس ساختیات اور مشرقی شعریات" ص 45

6 گوپی چند نارنگ، " ساختیات، پس ساختیات اور مشرقی شعریات"، ص 59

7 سید امتیاز حمد، " مصنف کی موت" از رولاں بارت مشمولہ مابعد جدیدیت نظری مباحث" مرتبہ ڈاکٹر ناصر عباس نیر ،لاہور: بیکن ہاؤس، 2014ء) ص 208

9 گوپی چند نارنگ، " ساختیات، پس ساختیات اور مشرقی شعریات"، ص 51

10 ناصر عباس نیر، ڈاکٹر، "ساختیات۔۔۔ایک تعارف"، ص 118

11 ایضاً

12 گوپی چند نارنگ، " ساختیات، پس ساختیات اور مشرقی شعریات"، ص 108

13 ایضاً

14 ناصر عباس نیر، ڈاکٹر، "ساختیات۔۔۔ایک تعارف"، ص 112